علماءِ اُمت کی ذمہ داریاں☆

خالد سیف اللہ رحمانی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلىٰ آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين .

صدر محترم اور دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء کرام!

اس حقیر کو پہلی بار ''**الاتحاد العالمي لعلماء المسلمين**'' کے اجلاس میں شرکت کا موقعہ مل رہا ہے، اور اس کو میں اپنی بہت بڑی سعادت اور خوش بختی تصور کرتا ہوں، واقعہ ہے کہ علماء کا مقام بھی بہت بلند ہے اور اسی نسبت سے ان کی ذمہ داریاں بھی بہت اہم ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ زمین میں علماء کی مثال ایسی ہی ہے جیسے آسمان میں ستارے''''**إن مثل العلماء في الأرض كمثل النجوم في السماء يهتدى بها في ظلمات البر والبحر ، فإذا انطمست النجوم ، أوشك أن تضل الهداة**''(۱) اس حدیث میں علماء کو ستاروں سے تشبیہ دی گئی ہے، اگر ہم وجہ شبہ کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی طرف رُجوع کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ستاروں کے تین بنیادی کام ہیں: پہلا کام یہ ہے کہ وہ آسمان دنیا کے لئے زینت وآرائش کا ذریعہ ہیں: ''**وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ**''(فصلت:۱۲) دوسرا کام یہ ہے کہ ستارے رات کی تاریکی اور سمندر کی اتھاہ تنہائی میں لوگوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنتے ہیں: ''**وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ**''(النحل:۱٦)، تیسرے: یہ شیطان کے لئے کوڑے ہیں، جو انھیں آسمان کی طرف بڑھنے سے روکتے ہیں: ''**رُجُوماً لِّلشَّيَاطِينِ**''۔(الملک:۵)

اگر اس تشبیہ کے پس منظر میں غور کیا جائے تو علماء کی تین ذمہ داریاں قرار پاتی ہیں: اول یہ کہ وہ اپنے اخلاق وکردار کے اعتبار سے ایسی اعلیٰ سطح پر ہوں کہ اُمت کے لئے زینت قرار پائیں، ان کے اندر داعیانہ مزاج اور پیغمبرانہ

☆ ''الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین'' کا ایک اہم اجلاس استنبول (ترکی) میں منعقد ہوا تھا، اس موقع پر جو خطبہ پیش کیا گیا، یہ اس کا اُردو ترجمہ ہے۔

(۱) المسند الجامع: ۱۴۸/۴، حدیث نمبر: ۱۲۱٦، مسند احمد: ۱۵۷/۳، حدیث نمبر: ۱۲٦۲۷۔

اخلاق ہوں؛ تاکہ اُمت ان کے گرد جمع ہوسکے، دوسرے: وہ اُمت کے لئے رہنما اور مقتدیٰ ہوں، وہ احکام شریعت کی رہنمائی کریں اور اُمت کو ایمان، اعمال اور اخلاق کے فساد سے بچائیں، تیسرے: وہ اُمت کو ان فکری انحرافات اور تہذیبی اور عملی بے راہ روی سے بچائیں، جو در اصل شیطان کی طرف سے ہے اور جس کو دنیا میں شیطانی طاقتیں قوت پہنچاتی ہیں۔

اس وقت ان تینوں پہلوؤں کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے، علماء اخلاقی پہلو سے اس قدر گر گئے ہیں کہ حکومتیں ان سے اپنے منشاء کے مطابق فتاویٰ حاصل کرتی ہیں، دنیا کے معمولی مفادات کے بدلہ وہ اپنے آپ کو فروخت کرنے کو تیار رہتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ جیسے سلف صالحین نے اپنے اپنے زمانہ میں جو کردار پیش کیا، آج ان کی حیثیت قصہ پارینہ کی ہوکر رہ گئی ہے، اسی طرح علماء کے ایک بڑے گروہ نے اپنی داعیانہ حیثیت کو فراموش کردیا ہے، اُمت کی رہنمائی، ان کی اصلاح اور انسانیت کو دین حق کی طرف دعوت دینے کے فریضہ کی طرف ان کی توجہ بہت کم ہوگئی ہے، ان کی زندگی اس طرح گذرتی ہے کہ گویا وہ جامعات اور اداروں کے ملازم ہیں، حالاں کہ وارث انبیاء ہونے کی حیثیت سے اصل میں وہ خدا کے ملازم تھے اور: ''**إِنْ أَجْــرِيَ إِلاَّ عَـلَـى اللهِ**'' (یونس:۷۲) ان کا امتیاز تھا — اسی طرح آج پوری دنیا میں مسلمانوں کو اخلاقی اقدار سے دور کرنے، ایمانی حمیت سے محروم کرنے، مغربی افکار کا اسیر بنانے اور مغربی تہذیب کو مسلط کرنے کا جو ایجنڈہ نئے عالمی نظام اور گلوبلائزیشن کے نام پر پوری دنیا میں جاری وساری ہے، پوری جرأت اور حوصلہ مندی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا علماء کا فریضہ ہے اور اس سلسلہ میں عالم اسلام کے علماء کی ذمہ داری زیادہ ہے؛ مگر ہم یہ کہنے کے موقف میں نہیں ہیں کہ علماء واقعی اس فریضہ کو انجام دے رہے ہیں — اس لئے ان تینوں محاذوں پر کام کرنے اور نئے عزم وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

محترم حضرات! میں اس موقع سے تین اہم نکات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں :

۱- سلف صالحین اور علماء سابقین کے کام کرنے کے دو طریقے ہوتے تھے: ایک طریقہ مسلم حکومتوں کے غلط اقدامات پر مقاومت کا تھا، جسے رسول اللہ ﷺ نے جہاد قرار دیا ہے: ''**إن أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر**''(۱)، دوسرا طریقہ مساحت کا ہے، مساحت سے میری مراد یہ ہے کہ حکمرانوں سے کہا جائے کہ تخت اقتدار پر آپ ہی متمکن رہیں، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں؛ لیکن آپ اسلامی مقدسات، اسلامی اقدار اور مسلمانوں کے مفادات کے محافظ بنیں، ہم آپ کے حریف ورقیب نہیں ہیں، ہم آپ کے رفیق اور مؤید ہیں، اس طرح اُن سے اعلاء کلمۃ اللہ کا کام لیا جائے، جیسا کہ امام مالکؒ اور امام ابو یوسفؒ نے عباسی دور میں کیا، حالات کے پس منظر میں یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا :

(۱) مسند أحمد عن أبي سعيد الخدري، حديث نمبر:۱۰۷۱۶۔

كيف أنتم وأئمة من بعدي يستأثرون بهذا الفيئ ، قلت : إذن والذي بعثك بالحق ، أضع سيفي على عاتقي ، ثم أضرب به حتى ألقاك أو ألحقك ، قال : أولا أدلك على خير من ذلك ، تصبر حتى تلقاني. (۱)

نیز وائل حضرمیؓ سے مروی ہے :

سأل سلمة بن يزيد الجعفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال : يا نبي الله ! أرأيت إن قامت علينا أمراء يسألونا حقهم ويمنعونا حقنا فما تأمرنا ؟ فأعرض عنه ، ثم سأله فأعرض عنه ، ثم سأله في الثانية أو في الثالثة ، فجذبه الأشعث بن قيس ، وقال : اسمعوا وأطيعوا فإنما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم . (۲)

یہ وہی طریقہ ہے جس کی آپ ﷺ نے تلقین فرمائی ، سیدنا حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کا خلافت کے مسئلہ میں صلح کو ترجیح دینا بھی اسی نوعیت کا واقعہ ہے ؛ کیوں کہ مقاومت کی صورت میں ناحق مسلمانوں کی خونریزی ہوتی ہے اور اعداء اسلام کو اس بات کا موقعہ مل جاتا ہے کہ وہ اُمت کے ناپختہ ذہن نوجوانوں کو اپنا آلۂ کار بنائیں اور انھیں اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنائیں : ''**الاتحاد العالمی**'' کو اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ وہ خود بھی اس طریقۂ کار کو فروغ دے اور دوسرے مسلمانوں کی بھی ان ہی خطوط پر ذہن سازی کرے۔

۲- دوسری ضروری بات یہ ہے کہ یوں تو اُمت میں اختلاف کے بہت سے اسباب ہیں ؛ لیکن مذہبی اختلاف کی خرابی بہت گہری ہوتی ہیں اور نفرت کے جذبات کو اُبھارنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں ، اس اختلاف کا منبع علماء ہیں ، یہ تو ممکن نہیں کہ فکری اختلاف ختم ہو جائے اور تمام مکاتبِ فکر ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں ، فقہی مسالک کا تنوع باقی نہ رہے ؛ لیکن دو باتیں ممکن ہیں : ایک یہ کہ ہم اختلاف کے باوجود اتحاد کا سبق سیکھیں ، مشترک ایجنڈے پر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں اور اُمت کے مشترک مسائل کو مل جل کر حل کریں ، قرآن مجید نے تو اہل کتاب کو بھی مشترک مسائل پر اتحاد کی دعوت دی ہے : ''**قُلْ يا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ**'' (آل عمران : ۶۴) تو کیا مسلمانوں کے درمیان مشترک مسائل پر اتحاد نہیں ہو سکتا ؟ دوسرے : اختلاف رائے کے اظہار میں احتیاط سے کام لیں اور ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھیں ، ہم سلف صالحین کے یہاں دیکھتے

(۱) سنن أبی داود ، باب في قتل الخوارج ، حدیث نمبر : ۴۱۳۲۔

(۲) مسلم ، باب فی طاعة الأمراء ، حدیث نمبر : ۳۴۳۳۔

ہیں کہ اہل سنت کا خوارج اور معتزلہ سے سخت اختلاف رہا؛لیکن اس کے باوجودان کی تکفیر کرنے سے احتیاط برتی گئی؛ لیکن اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر گروہ دوسرے گروہ کی تکفیر پر کمر بستہ ہےاورانھیں اپنے ہی مختلف الفکر مسلمان بھائیوں سے بمقابلہ غیر مسلموں کے زیادہ نفرت ہے''**الاتحاد العالمي لعلماء المسلمين**'' کو چاہئے کہ اس کا ایک وفد مختلف ممالک کا دورہ کرے، وہاں مختلف مسلک ومشرب کے علماء اور قائدین کو جمع کرے، ان کے لئے اس ملک کے لحاظ سے مشترک ایجنڈہ مرتب کرے اور انھیں اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ اختلاف رائے کے اظہار میں احتیاط سے کام لیں، اگر علماء کے درمیان اختلاف کی خلیج کم ہوجائے تو اُمت میں خود بخود اختلاف کم ہوجائے گا۔

۳- تیسری ضروری بات یہ ہے کہ علماء کو یہ بات سمجھائی جائے کہ وہ اُمت کے مختلف فرقوں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات پر توجہ دینے کی بجائے اعداء اسلام، صہیونی وصلیبی میڈیا اور مستشرقین کی طرف سے اُٹھائے جانے والے سوالات پر توجہ دیں اور کتاب وسنت نیز سلف صالحین کے علمی ورثہ سے استفادہ کرتے ہوئے اسلام کے خلاف پیدا کئے جانے والے شبہات کا نہ صرف بھرپور دفاع کریں؛ بلکہ استشراق کے مقابلہ استغراب کے فن کو وجود میں لائیں، یہودیت، عیسائیت، مغربی افکار، مغربی تہذیب اور مغربی تاریخ کا ناقدانہ مطالعہ کیا جائے اور جدید علمی اُسلوب میں ان کی خامیوں اور کوتاہیوں کو پیش کیا جائے، اس کے لئے اسلامی جامعات میں مستقل شعبہ قائم ہو، نیز اس کام کو اتنی قوت کے ساتھ انجام دیا جائے کہ عالم اسلام اقدامی پوزیشن میں آجائے اور عالم غرب کو دفاعی موقف اختیار کرنا پڑے، یہ اس دور میں اسلام کی حقیقی خدمت ہوگی اور اس طرح علماء اپنے فریضۂ منصبی کو ادا کرسکیں گے۔

میں تنظیم کے سربراہوں کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ہمیں اس اہم پروگرام میں شرکت کا موقع فراہم کیا، خدا کرے کہ ہمارا یہ جمع ہونا اُمت کی سرفرازی وسربلندی کا ذریعہ بنے۔

والله الموفق وهو المستعان، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

○ ○ ○